باب پنجم

فضائل ذکر

ذکر عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی یاد ،تذکرہ ، بیان اور قول کے ہیں۔قرآن مجید میں ذکر کا لفظ بڑے وسیع معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی یاد اور نصیحت کے لیے بھی آیا ہے۔شرعی اصطلاح میں ذکر سے مراد اللہ کو یاد کرنا ہے۔لہٰذا ذکر کا مفہوم یہ ہوگا کہ انسان اپنے معبود حقیقی کی یاد سے کسی وقت بھی غافل نہ ہو۔زندگی کا ہر لمحہ اللہ کی یاد میں بسر کرے۔صوفیاء کرام کے نزدیک ذکر کا مفہوم بہت بلند ہے ان برگزیدہ ہستیوں کا کہنا ہے کہ انسان کی زندگی کا ہر سانس یادالٰہی میں گزرنا چاہیے تا کہ عبد اور معبود کے درمیان روحانی تعلق قائم ہو جائے۔ ذکر چونکہ فکر کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور فکر سے خوف پیدا ہوتا ہے اور خوف سے اُمید کا دروازہ کھلتا ہے جب ذکر قوی ہو جائے تو یہی مشاہدہ بن جاتا ہے۔اس لیے ذکر تمام عبادات کی روح ہے۔ذکر ہی وہ غذا ہے جس سے روح کو تقویت ملتی ہے اور انسان کی پوشیدہ روحانی صلاحیتیں پرورش پاتی ہیں۔مختصراً یہ کہ اللہ کا ذکر ہی رب العالمین کی طرف وصول کا مختصر ترین راستہ ہے۔ ذکر کی تین اقسام ہیں۔

قولی ، عملی ، قلبی

☆ قولی ذکر کو لسانی ذکر بھی کہتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ زبان سے اللہ

تعالیٰ کی حمد وثناء کرنا اور اس کی عظمت و بزرگی کا اقرار کرنا۔ اس کی نازل کردہ کتاب قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔ سورۃ طٰہٰ میں رشاد ربانی ہے۔
''میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو۔''

☆ عملی ذکر: اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں اور اس کے احسانات کو یاد کرنا اور اس کا شکر بجا لانا اور احکام خداوندی کے تحت زندگی بسر کرنا اور اطاعت گزار ہونا عملی ذکر کہلاتا ہے۔
سورۃ آل عمران میں ارشاد ہوتا ہے:
''اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو یاد کرو اور اس کا شکر ادا کرو۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو اتنی دیر تک کھڑے ہو کر عبادت کرتے کہ آپ کے پاؤں مبارک سوجھ جاتے۔ ایک روز میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے لیے اللہ نے جنت لکھ دی ہے پھر آپ اتنی مشقت کیوں اُٹھاتے ہیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

☆ قلبی ذکر کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنے دل کو تمام وسوسوں سے پاک کرے اور دل کو پوری توجہ سے اللہ کی طرف متوجہ کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
''اپنے رب کو دل میں گڑگڑاتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے یاد کرو''
ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو ارشاد فرمایا:
''اے علیؓ اپنی آنکھیں بند کر کے قلبی ذکر کیا کرو۔ تمہیں لا الہ الا اللہ کی آواز سنائی دے گی۔ اسی کو صوفیاء کرام کی اصطلاح میں مراقبہ کہتے ہیں۔ مراقبے سے قرب خداوندی اور عرفان الٰہی کی روحانی کیفیت حاصل ہوتی ہے۔''
حضرت سلطان باھوؒ اپنی کتاب عین الفقر میں فرماتے ہیں کہ:

مراقبہ مقام حضوری ہے اور اہل مراقبہ خاصان خدا میں سے ہیں۔

اہمیت ذکر از رُوئے قرآن

جس طرح قرآن حکیم میں دوسری اسلامی تعلیمات اور اخلاقی فضائل کی تاکید آئی ہے اس طرح ذکر کی فضیلت و اہمیت میں متعدد قرآنی آیات نازل ہوئیں۔سورۃ عنکبوت میں ارشاد ہوتا ہے۔''اللہ کا ذکر بہت بلند ہے''۔

اللہ کا ذکر تمام نیکیوں سے بڑھ کر ہے۔جس کو یہ سعادت حاصل ہو جائے اور جس کو یہ نعمت بخش دی جائے گویا اس نے سب کچھ پا لیا۔ کیونکہ زندگی کا مقصد ہی رضائے الٰہی کا حصول ہے ذکر الٰہی وہ افضل ترین عمل ہے جس کی وجہ سے انسان کا مقام فرشتوں سے بھی بلند ہو جاتا ہے۔

ایک روز نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور اپنے صحابہؓ کو حلقہ بنائے بیٹھے دیکھا تو آپ ﷺ نے پوچھا اس طرح کیوں بیٹھے ہو؟ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم اس لیے بیٹھے ہیں کہ اللہ کا ذکر کریں اور اس نے جو ہمیں اسلام کی دولت سے نوازہ ہے اس کے احسان پر اللہ کا شکر ادا کریں حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کے ذکر وشکر میں بیٹھنے والو اللہ اپنے فرشتوں میں تمہارا فخر کر رہا ہے۔

دنیا کی ساری نعمتوں میں سے اطمینان قلب سب سے بڑی نعمت ہے۔ دولت ،شہرت ،عزت اور اولاد کی کثرت کے باوجود روح کو چین اور دل کو سکون نصیب نہیں ہوتا۔صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی وہ آبِ حیات ہے جس سے ایک بار پیاس بجھانے والا پھر کبھی پیاس محسوس نہیں کرتا۔سورۃ الرعد میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔''بے شک اللہ کے ذکر سے دل سکون پاتے ہیں''

اللہ تعالیٰ انسان کا خالق و مالک ہے معبود و مربی ہے۔ دعائیں قبول کرنے والا اور خطاؤں پر پردہ ڈالنے والا ہے وہی بے قراروں کو قرار بخشنے والا ہے۔ چنانچہ حب خداوندی کا تقاضا ہے کہ انسان ہر وقت ہر حال اور ہر مقام پر

اپنے رب کو یاد کرے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح بیان کرو''

دل کے آئینے سے غفلت کا غبار اور روح کے روشن چہرے سے نافرمانی کا داغ دھونے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان کی صبحیں اور شامیں یادالٰہی میں بسر ہوں۔ سورۃ آل عمران میں ارشاد ہوتا ہے:

''وہ لوگ جو اللہ کو کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے یاد کرتے ہیں وہ مومن ہیں''

جب بندہ اپنے رب کو یاد کرتا ہے تو اللہ بھی اسے یاد کرتا ہے۔جس کی تائید قرآن نے ان الفاظ میں بیان کی ہے:

''پس تم مجھ کو یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا اور میرا شکر ادا کرو اور کفرانِ نعمت نہ کرو''

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جب بندہ اپنے رب کو یاد کرتا ہے تو رب کریم بھی اسے یاد کرتا ہے۔انسان کی عزت افزائی اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ اس کا خالق و مالک اسے یاد میں رکھے۔حضرت عمرؓ فرماتے ہیں ذکر الٰہی میں کوتاہی نہ کرو۔تم اس کو یاد کرو گے وہ تمہیں یاد کرے گا اور اس کا تمہیں یاد کرنا تمہارے ذکر سے افضل ہے۔

فضائلِ ذکر از رُوئے حدیث

ذکر الٰہی کی اہمیت وفضیلت میں حضور نبی کریمﷺ کے بیشتر اقوال وارشادات حدیث کی کتابوں میں ملتے ہیں۔ان میں سے چند ہدیہ قارئین ہیں:

بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے اگر کوئی شخص یادالٰہی میں مصروف رہنے والوں کے پاس آ کر بیٹھ جائے اگرچہ وہ کسی دوسرے مقصد کے لیے آیا ہو

تو اس کے بھی اللہ تعالیٰ گناہ بخش دیتا ہے اور فرماتا ہے میں نے اللہ والوں کی محفل میں بیٹھنے والوں کو بھی معاف کر دیا۔ میری یاد کرنے والے لوگ ایسے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بد بخت نہیں رہتا۔

بیہقی کی روایت ہے کہ غافلوں کے درمیان اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے سوکھے درختوں کے درمیان ہرا درخت ہوتا ہے۔

ایک صحابیؓ نے حضورﷺ سے پوچھا کونسا عمل افضل ہے۔ آپﷺ نے فرمایا: تو جب اس دنیا سے رخصت ہو تو تیری زبان ذکر الٰہی سے تر ہو۔

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ:

> جب چند آدمی کسی مسجد میں بیٹھ کر اللہ کو یاد کرتے ہیں تو ایک منادی کرنے والا آسمان میں پکارتا ہے تمھیں بخش دیا گیا تمہارے گناہ نیکیوں میں تبدیل کر دیئے گئے۔

طبرانی کی روایت ہے:

> اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی عمل عذاب الٰہی سے بچانے والا نہیں۔

مشکوٰۃ کی حدیث میں ہے:

> جو آدمی اللہ کو یاد کرتا ہے وہ زندہ ہے اور جو اسے یاد نہیں کرتا گویا وہ مُردہ ہے۔

حضورﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

> جب میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے اور میری یاد میں اس کے دونوں ہونٹ ہلتے ہیں تو اس وقت میں اس کے قریب ہوتا ہوں۔

ذکر الٰہی صدقات و خیرات کا قائم مقام اور بدل ہے۔ ایک دفعہ غریب مہاجرین کی ایک جماعت حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہﷺ دولت مند صدقے کی وجہ سے ہم سے سبقت

لے گئے ۔ حالانکہ جس طرح ہم نمازیں پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں اور ہماری ہی طرح روزے رکھتے ہیں مگر ان کے پاس دولت زیادہ ہے جس سے وہ صدقہ دیتے ہیں۔حضورﷺ نے فرمایا کیا تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس کی بدولت تم ان کے برابر ہو جاؤ اور بعد میں آنے والوں سے سبقت لے جاؤ۔صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بیان فرمائیے۔آپﷺ نے ارشادفرمایا اللہ کو کثرت سے یاد کرو اور ہر نماز کے بعد سبحان اللہ 33 بار الحمد للہ 33 بار اور اللہ اکبر 34 بار پڑھا کرو۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے۔ جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے ایک ذاکرین کے لیے ہے۔

کلمہ طیبہ کی فضیلت

حضور نبی کریمﷺ کا ارشاد ہے کہ بہترین ذکر **لاالٰہ الا اللہ** ہے۔ کیونکہ یہ کلمہ توحید ہے اس سے خالق کائنات کی سب سے بڑی صفت وحدانیت کا اقرار ہوتا ہے۔ یہ قولِ ثابت ہے جس کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں ثبات عطا کرے گا۔ یہ کلمہ دعوۃ الحق ہے کیونکہ سچا پکارنا اللہ ہی کے لیے خاص ہے۔ یہ قول سدید ہے یعنی سچی اور سیدھی بات یہ عروۃ الوثقیٰ ہے کیونکہ جو شخص کلمہ طیبہ کا اقرار کرتا ہے وہ ایسا مضبوط سہارا تھام لیتا ہے جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔حضور علیہ السلام نے فرمایا سب سے زیادہ سعادت مند اور نفع اُٹھانے والا میری شفاعت کے ساتھ وہ شخص ہوگا جو خلوص دل کے ساتھ **لاالٰہ الا اللہ** کہے اور یہ بھی حضورﷺ نے ارشادفرمایا کہ قیامت کے دن آدمی کے ہر عمل کو ترازو میں تولا جائے گا۔کلمہ شریف یعنی **لاالٰہ الا اللہ** کا معاملہ یہ ہے کہ اسے ترازو میں رکھیں تو ساتوں آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان

ہے ان سب سے زیادہ کلمہ پاک وزنی ہوگا۔ نیز یہ کلمہ پڑھنے والا اگر سچا ہے اور سچے دل سے پڑھتا ہے تو اس کے تمام گناہ بخشش دیئے جائیں گے اگر چہ وہ زمین کی خاک کے ذروں کے برابر ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ صوفیائے کرام اور مشائخ عظام کی زندگیوں میں سب سے زیادہ اہمیت کلمہ طیبہ کو حاصل ہے۔ ان بزرگوں نے خود بھی اس پر عمل کیا اور اپنے مریدین وعقیدت مندوں کو بھی اس کی تلقین کی چنانچہ حضرت نوشہ گنج بخش قادریؒ نے تہجد کی نماز کے بعد کلمہ طیبہ کے ذکر کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

آدھی رات اُٹھ بیٹھے سالک
چار کوٹ کا ہوئے مالک
بارہ رکعت جب پڑھ کر رہے
ذکر فکر میں ہو کر بہے
لاالہ کو ایسا سادھے
اپنے من سے سب کو چھاڈے
الااللہ کی ضرب لگاوے
جو خطرہ ہو سب ٹل جاوے
ایک ہزار یا تین ہزار
کلمہ پاک کرے تکرار
پرسش اس کی پیر سوں پاوے
جو لکھنے میں رسم نہ آوے

حضرت سلطان باہوؒ نے بھی اپنے ایک شعر میں کلمہ طیبہ کی فضیلت کو اس طرح بیان کیا ہے۔

ہور دوا نہ دل دی کاری کلمہ دل دی کاری ہو
کلمہ دُور زنگار کریندا کلمے میل اُتاری ہو
کلمہ ہیرے لال جواہر کلمہ ہٹ پساری ہو
ایتھے اوتھے دو ہیں جہانیں کلمہ دولت ساری ہو

حافظ ابن کثیرؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کوئی چیز ایسی فرض نہیں کی کہ جس کی کوئی حد مقرر نہ کر دی اور اس کے عذر کو قبول نہ فرما لیا۔ سوائے ذکر الٰہی کے کہ اس کی کوئی حد نہ مقرر کی اور آدمی کی عقل جب تک باقی رہتی ہے اس کو معذور اور قابل معافی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ بزرگوں کا قول ہے سری اور جہری دونوں ذکر کار ثواب ہیں۔

ذکری جہری یعنی اونچی آواز سے ذکر کرنا بہتر ہے بشرط کہ کسی ساتھ والے کو تکلیف نہ ہو۔

نفی اثبات کی ضرب کے ساتھ ذکر کرنا دل کی پالش ہے اس ذکر سے معرفت کی منزلیں جلدی طے ہوتی ہیں۔

طریقہ اس کا یہ ہے کہ باوضو اور قبلہ رو ہر کر بیٹھے۔ خوش آوازی سے ذکر کرے۔ دائیں طرف **لا الــــہ** کو کھینچ کر لائے ہر چیز کو دل سے نکال دے۔ پھر بائیں طرف سے **الا اللہ** کی ضرب لگائے اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور اپنی عبودیت اور بندگی کا تصور کرے۔ پھر جب سانس چھوڑے تو محمد رسول اللہ (ﷺ) کی شہادت زبان سے دے اور دل سے اس کی تصدیق کرے۔ یہ طریقہ سب سے افضل اور نافع ہے۔ مدارج النبوت میں رقم ہے کہ اگر کوئی شخص تمام عمر صرف **لاالــہ الا اللہ** پڑھتا رہے وہ کبھی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے ساتھ محمد رسول اللہ (ﷺ) نہ پڑھے۔

اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ذکر محمدیﷺ کی فضیلت

حدیث قدسی ہے کہ اللہ نے ارشاد فرمایا:

''میں نے ایمان کا مکمل ہونا اس بات پر موقوف کر دیا ہے کہ اے محبوب میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہو اور میں نے تمہارے ذکر کو اپنا ذکر ٹھہرا لیا ہے بس جس نے تمہارا ذکر کیا بے شک اس نے میرا ذکر کیا۔'' (شفا شریف)

اس اعتبار سے نبی کریمﷺ کا ذکر جمیل ایمان کا لازمی جزو اور عبادت کی اصل ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ذکر محمدﷺ ہی عبادت اور عبادت ہی ذکر محمدﷺ ہے کیونکہ ذکر محمدﷺ ذکر خدا ہے اور ذکر خدا عبادت ہے۔ یہ کھلی حقیقت ہے کہ اس دنیا میں سوائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کوئی ہستی ایسی نہیں گزری جس کی اتنی تعریف کی گئی ہو اللہ تعالیٰ نے نبی کریمﷺ کو قرب و محبت کا ایک خاص مقام عطا فرمایا ہے جس کے فضائل و درجات بیان کرنا انسان کے بس کی بات نہیں رحمت دو عالمﷺ کا ذکر قلب ونظر کی پاکیزگی اور وجہ تسکین دل و جان ہے یہی وجہ کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

''اے بیٹے تو میرے بعد میرا نائب اور خلیفہ ہے۔تقویٰ اور پرہیز گاری کو اپنا شعار بنا لے اور جب بھی خدا کے ذکر کی توفیق ہو تو اس کے ساتھ محمدﷺ کا نام بھی ضرور لینا۔ میں نے ان کا نام مبارک عرش الٰہی کے پایہ پر لکھا ہوا دیکھا ہے۔ میں نے تمام آسمانوں کی سیر کی لیکن وہاں کوئی جگہ ایسی نہیں دیکھی جس پر نام محمدﷺ لکھا ہوا نہ ہو میرے پروردگار نے مجھے جنت میں رکھا وہاں میں نے کوئی محل اور کوئی جھروکہ ایسا نہیں

دیکھا جس پر نام محمد ﷺ لکھا ہوا نہ ہو۔ میں نے نام محمد حوروں
کے سینوں پر جنت کے درختوں کے پتوں پر شجر طوبیٰ اور سدرۃ
المنتہیٰ کے پتے پتے پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان
لکھا ہوا دیکھا۔ اس لیے تم ان کا ذکر کثرت سے کرنا
کیونکہ فرشتے ہر آن محمد ﷺ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔

ذکر محمد ﷺ کی برکت سے جنت کا وسعت پانا

شیخ علامہ ابن المبارک کتاب الابریز میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اُستاد سیدنا عبدالعزیز الدباغ ؒ سے سنا ہے کہ مومن کا درود شریف قطعی طور پر مقبول ہے۔ اور اس باب میں ذرہ برابر شک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنا تمام اعمال سے افضل ہے۔ کیونکہ صلوٰۃ یعنی درود شریف اُن فرشتوں کا خاص ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ نے جنت کے چاروں طرف مقرر فرما رکھے ہیں۔ اور درودوں کی برکت ہی سے جنت کی وسعت و کشادگی ہوتی رہتی ہے۔ کیونکہ جب جب وہ فرشتے اطراف جنت میں درود شریف کا ورد کرتے ہیں جنت اپنی وسعت میں بڑھتی رہتی ہے یعنی فرشتے جسقدر درود پڑھتے ہیں اُسی قدر جنت وسیع ہوتی جاتی ہے۔ فرشتے ذکر درود سے رکتے نہیں اور جنت بھی وسیع سے وسیع تر ہونے سے رُکتی نہیں۔ فرشتوں کا ورد جاری رہتا ہے جنت بھی ذکر صلوٰۃ کے ساتھ بڑھتی رہتی ہے اور جنت کا وسعت اختیار کرنا اُس وقت بند ہو جاتا ہے جب فرشتے ورد درود سے ذکر تسبیح کی طرف پلٹتے ہیں۔ مگر فرشتے اُس وقت تک صلوٰۃ درود میں مشغول رہتے ہیں جب تک اللہ تعالیٰ اہل جنت پر اپنی جلوہ گری نہیں فرماتا۔ جب اللہ پاک جنتیوں پر اپنا جلوہ ظاہر فرماتے ہیں۔ فرشتے اس جلوہ کو دیکھ لیتے ہیں اور فرشتے تسبیح پڑھنے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اور جب ملائکہ تسبیح شروع کرتے ہیں جنت کی توسیع رُک جاتی ہے اور جنت اپنے بسنے والوں کے ساتھ ٹھہر جاتی

ہے اور سکون اختیار کر لیتی ہے۔ تو یہ جنت کا وسعت پانا حضرت سرکار دو عالمﷺ کے درودوں کی برکت سے ہے۔

شیخ ابن المبارک فرماتے ہیں میں نے اپنے اُستاد حضرت عبدالعزیز الدباغ ؒ سے دریافت کیا کہ جنت صرف رسول اکرمﷺ کی صدائے درود سے کیوں بڑھتی ہے باقی اذکار اور تسبیحوں سے کیوں نہیں بڑھتی۔ تو حضرت نے فرمایا کہ جنت کی اصل رسول پاکﷺ کا نور ہے۔ تو جس طرح بچہ اپنی ماں کے لیے تڑپتا اور مچلتا ہے ، جب اپنی ماں کی آواز یا آہٹ سن لیتا ہے تو بچہ اشتیاق و محبت سے اس آواز و آہٹ کی طرف لپک پڑتا ہے تا کہ ماں کی گود سے سیرابی و سکون حاصل کرے۔ بالکل اس طرح اطراف جنت کے فرشتے ذکر نبیﷺ اور درود رسولﷺ میں مصروف رہتے ہیں اور جنت اپنی اصل کے اشتیاق کی بنا پر صلوٰۃ رسول کی پکار کی طرف ہر ہر طرف سے دوڑ پڑتی ہے۔ فرشتے جنت کو جگہ دیتے ہوئے پیچھے ہٹتے رہتے ہیں پھر نتیجتاً جنت اپنی تمام جہتوں میں وسعت اختیار کرتی جاتی ہے۔

حضرت شیخ عبدالعزیز فرماتے ہیں۔ اگر ارادہ الٰہی نہ ہوتا اور اللہ تعالیٰ جنت کو روک نہ لیتا تو ضرور جنت رسول پاک کی زندگی میں دنیا کی طرف نکل پڑتی اور جہاں جہاں رسولﷺ ہوتے جنت بھی وہیں ساتھ ہوتی۔ جہاں جہاں رسول اللہﷺ چلتے جنت بھی بھی ساتھ ساتھ چلتی ، جہاں رسول اللہﷺ رات بسر فرماتے جنت بھی وہیں رات گزارتی۔ تو نتیجہ یہ حاصل ہوا کہ اگر اللہ عزوجل جنت کو اپنی مرضی پر چھوڑ دیتا تو جنت اپنی مقررہ جگہ سے نکل کر مکہ المکرّمہ پھر مدینہ المنورہ پہنچ جاتی ، کبھی میدان بدر کبھی خیبر کبھی حدیبیہ کا سفر کرتی اور قدم رسولﷺ کو اپنا مسکن و جائے پناہ بنا لیتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جنت کو سیّد دو عالمﷺ کی طرف نکل جانے کو اس لیے روک دیا تھا کہ پہلے بندوں کا امتحان ہو جائے کہ کون جنت دیکھے بغیر محمدﷺ کی غلامی اختیار کرتا ہے اور کون تنقید کرتا ہے اور کون منہ پھیر لیتا

ہے۔ اگر جنت بذات خود قدم رسولﷺ پر لوٹتی جاتی تو دنیا میں ہر فرد بشر ذات خیر البشرﷺ پر مفتون و قربان ہو جاتا اور مطیع و فرمانبردار بندوں کا فرق نہ رہتا لہٰذا اللہ پاک نے رسول اللہ کی دینوی زندگی سے جنت کو دور رکھ کر اطاعت رسولﷺ کا امتحان لیا ہے۔ جبھی تو اللہ نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰه

ترجمہ: یعنی جس نے میرے رسول کی مان لی تو ضرور اُس نے اللہ کی مان لی۔

پس ثابت ہوگیا کہ عرفان رسولﷺ پہچان الٰہی ہے۔ ذکر رسولﷺ ذکر الٰہی ہے۔ مدح رسولﷺ حمد الٰہی ہے۔

اوروں کو تو یہ اوج میسر بھی نہیں
تجھ سا بخدا کوئی پیمبر بھی نہیں
کونین کی دولت ہو اگر ایک طرف
وہ تیرے کف پا کے برابر بھی نہیں

(سیف زلفی)

احترام رسولﷺ کا نتیجہ ایک ایمان افروز حکایت:

☆ روایت ہے کہ بنی اسرائیل کے زمانے میں ایک سخت بدکار اور ظالم شخص تھا۔ جب اُس کا انتقال ہوگیا تو لوگوں نے بڑی مسرت کا اظہار کیا کہ آج ایک ظالم و نالائق فرد ہماری جماعت سے دُور ہوگیا۔ لوگ انتقاماً اس شخص کے پاؤں میں رسی ڈال کر کھینچتے ہوئے اُسے غلاظت و ناپاکی کے ڈھیر پر پھینک آئے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبرائیل امین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس یہ پیغام پہنچایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اُن کے دوستوں میں سے ایک خاص دوست کا انتقال ہوگیا ہے۔ لوگوں نے از راہ دشمنی اس کی لاش کو غلاظت کی جگہ پھینک دیا ہے۔ تم جاؤ اُس کو وہاں سے نکال کر بخوبی

تجہیزوتکفین کر کے بنی اسرائیل کو اس کی نماز جنازہ میں شرکت کی دعوت دو اور اعلان کر دو کہ جو لوگ بھی اس کی نماز جنازہ میں شریک ہونگے اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائیں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام فی الفور وہاں پہنچے تو دیکھا لاش تو اسی ظالم شخص کی ہے جس نے زندگی بھر خدا کی نافرمانی اور لوگوں پر ظلم وستم کرنے میں اپنی عمر گزار دی۔ یہ سارا ماجرہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت حیران ہوئے لیکن چونکہ حکم الٰہی بجالانے پر مامور تھے۔ چنانچہ نماز جنازہ سے فارغ ہو کر بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔اے باری تعالیٰ یہ کیا معاملہ ہے؟ وحی آئی اے موسیٰ ؑ میرے بندوں نے جو کچھ اس کی بیجا حرکتیں اور خطائیں دیکھیں وہ اُس سے سو گنا زیادہ خطار کار تھا۔ لیکن ایک دن اُس نے تورات کی تلاوت کی۔ دوران تلاوت جب اس کی نظر میرے محبوب ﷺ کے نام اقدس پر پڑی اور صفت رسول کو دیکھا محبت محمدی ﷺ اُس کے دل میں جاگ اُٹھی، اُس نے اُس ورق کو جس پر میرے محبوب خاتم الانبیاء ﷺ کا نام لکھا تھا خوب خوب چوما اور آنکھوں سے لگایا۔ پیار کیا بار بار اپنے چہرے پر لگایا۔ لہٰذا میں نے اس شخص کو اپنے محبوب کے نام کا احترام کرنے پر بخش دیا اور اپنے دوستوں کی فہرست میں اس کا نام درج کروا دیا۔

مقامِ غور ہے کہ اگر ایک یہودی احترامِ نامِ نبی کے وسیلہ سے مقام عزت اور راہ نجات حاصل کر لیتا ہے تو ہم اُمتِ محمدی ﷺ اور جان نثاران رسول ﷺ ہو کر اس سعادت سے محروم رہ جائیں اس سے زیادہ حسرت و افسوس کی بات اور کیا ہوگی؟

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ آپ ﷺ کے وسیلے سے منظور ہوئی

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آدم علیہ السلام سے سہواً خطا سرزد ہوگئی تو اُنھوں نے عرض کیا۔ اے میرے رب میں تجھ

سے محمد ﷺ کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں۔ مجھے بخش دے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے آدم تو نے محمد ﷺ کو کیسے پہچانا ابھی تو میں نے انھیں دنیا میں بھیجا ہی نہیں؟ اُنھوں نے عرض کیا اے میرے پروردگار جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے اپنے سر کو اُٹھایا اور عرش کے ستونوں پر **لَا اِلٰہ اِلا اللّٰہ مُحمد رسول اللّٰہ** لکھا دیکھا تو میں نے جان لیا کہ جس نام کو تو نے اپنے نام کے ساتھ ملا کر لکھا ہے وہ تجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ نے فرمایا:

> ''اے آدم تو نے سچ کہا بے شک وہ مجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہیں۔ اے آدم اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا۔''

حضرت آدم کا نبی رحمت ﷺ کے وسیلے سے دعا مانگنا اور رب العزت کا نبی کریم ﷺ کے صدقے میں دعا کا قبول کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ہمیں بھی حضور نبی کریم ﷺ کے وسیلے سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہیے کیونکہ وسیلۂ مصطفیٰ ﷺ سے دعاؤں کو قبولیت عطا ہو جاتی ہے۔

تکیہ درام بغیر خدا
وسیلہ نہ دارم بجز مصطفیٰ ﷺ

فضائل درود شریف

قرآن مجید نے جس طرح حضور نبی کریم ﷺ کے ادب و احترام کے لیے واضح ہدایات دی ہیں۔ اس طرح نبی رحمت ﷺ کے ذکر مبارک کا بھی ایک خاص طریقہ بیان فرمایا ہے اور وہ ہے فخر دو عالم ﷺ پر درود پڑھنا۔

اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو عظیم نعمتیں دیں اور بڑے بڑے معجزات و انعام

واکرام سے نوازہ لیکن رسول اکرمﷺ کو جن قابل رشک نوازشات اور اعزازات سے سرفراز کیا اُن میں انفرادیت اور امتیازیت کی شان رکھی۔

(الف) کلمہ شہادت میں اپنے نام کے ساتھ حضور نبی کریمﷺ کے نام کو بھی شریک کیا۔

(ب) محمد رسول اللہﷺ کی محبت کو اپنی محبت قرار دیا۔

(ج) نبی کریمﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت تسلیم کیا اور پھر اپنے محبوب مکرم محمدﷺ کو درود شریف جیسی نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرمایا۔

دنیا میں عروج و بلندی کے جتنے مناصب و مدارج ہیں اُن کی اعلیٰ مقامی کو ناپنے کا معیار یہ ہے کہ اُس عہدہ اور مرتبہ کا تعلق دنیا کی کتنی اعلیٰ مرتبت ہستی سے ہے، لیکن جب کسی فضیلت و بڑائی کا تعلق خود پروردگار عالم سے ہو تو پھر اُس بلند مقامی کا معیار احاطہ بشریت سے باہر ہے۔

وہ اُس مقام سے دیتے ہیں دعوتِ جلوہ
جہاں جمالِ نگاہِ بشر نہیں جاتی

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِىِّ ؕ
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے محمدﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔
اے ایمان والو تم بھی آپﷺ پر درود و سلام بھیجو۔

قرآن مجید کی یہ آیت اپنے دامن میں سرکار دو عالمﷺ کے اعزاز و اکرام کے بیش بہا خزانے رکھتی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو فرشتوں کو حکم دیا کہ اُن کو سجدہ کرو لیکن کسی حکم یا کسی اعزاز و اکرام میں یہ نہیں فرمایا کہ میں بھی یہ کام کرتا ہوں تم بھی کرو۔ یہ اعزاز صرف سید الکونین فخر دو عالمﷺ ہی کے لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صلوٰۃ کی نسبت اولاً اپنی طرف اُس کے بعد اپنے

پاک فرشتوں کی طرف کرنے کے بعد مسلمانوں کو حکم دیا کہ اللہ اور اُسکے فرشتے درود بھیجتے ہیں اے مومنوں تم بھی درود بھیجو۔ اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی کہ اس عمل میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتوں کے ساتھ مومنین کی شرکت ہو۔

بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ كَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِيْعُ خِصَالِہٖ صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِہٖ

جب درود وسلام کی یہ عظمت و بڑائی ہے تو پھر اس پر عمل کرنے کے کیا فضائل ہونگے۔ ارشاد نبویﷺ ہے کہ:

☆ ایک مرتبہ درود شریف بھیجنے سے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں ، دس گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور دس رحمتیں نازل کی جاتی ہیں۔
☆ قیامت کے دن سب لوگوں میں سے میرے زیادہ قریب وہ ہوگا جس نے سب سے زیادہ مجھ پر دوردو پڑھا۔
☆ تم اپنی مجلسوں کو درود پاک سے آراستہ کرو کیونکہ تمہارا درود پڑھنا قیامت کے دن تمہارے لیے نور ہوگا۔
☆ جوبھی مجھ پر درود پڑھے گا قیامت کے روز میں اُس کی شفاعت کرونگا۔
☆ تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہاری دعاؤں کا محافظ ہے اور تمہارے لیے پروردگار کی رضا کا باعث ہے اور تمہارے اعمال کی طہارت ہے۔
☆ جس نے کتاب میں مجھ پر درود پاک لکھا تو جب تک میرا نام مبارک اس میں رہے گا فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے رہیں گے۔
☆ جس نے میری طرف سے کوئی علم کی بات لکھی اور اس کے ساتھ درود پاک لکھ دیا تو جب تک وہ کتاب پڑھی جائے گی اُس کو ثواب ملتا رہے گا۔
☆ ہر چیز کے لیے طہارت اور غسل ہے اور ایمان والوں کے دلوں کی طہارت مجھ پر درود پاک پڑھنا ہے۔
☆ جمعتہ المبارک کے دن کثرت سے درود پڑھا کرو کیونکہ باقی دنوں میں

فرشتے تمہارا درود پاک مجھ تک پہنچاتے ہیں مگر جمعہ کے دن اس کو میں خود سنتا ہوں۔

☆ وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

☆ جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور اُس نے مجھ پر درود نہ پڑھا وہ دوزخ میں جائے گا۔

☆ مجھ پر کثرت سے درود پڑھو اس لیے کہ قبر میں ابتداً تم سے میرے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

حضرت ابن مسعود ؓ سے روایت ہے:

ابن مسعود حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ کے بہت سے فرشتے ایسے ہیں جو زمین میں پھرتے رہتے ہیں اور میری اُمت کی طرف سے مجھے سلام پہنچاتے ہیں۔

حضرت عمار بن یاسر ؓ سے روایت ہے:

حضرت عمار بن یاسرؓ نے حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر فرما رکھا ہے جس کو ساری دنیا کی باتیں سننے کی قدرت عطا کر رکھی ہے۔ پس جو شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ فرشتہ مجھ کو اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر درود پہنچاتا ہے کہ فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے اُس نے آپ پر درود بھیجا ہے اور یہ عمل قیامت تک جاری رہے گا۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے:

حضرت ابو ہریرہؓ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص میری قبر کے قریب درود پڑھتا ہے میں اُس کو خود سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر دردو بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے۔

صاحب مظاہر حق لکھتے ہیں:

یعنی پاس والے کا درود خود سنتا ہوں، بلا واسطہ اور دور والے کا درود ملائکہ

سیاحین پہنچاتے ہیں اور سلام کا جواب بہر صورت دیتا ہوں۔

امام بیہقی نے انبیاء کی حیات میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے حضرت انسؓ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

علامہ سیوطیؒ نے بھی حیات انبیاء میں ایک مستقل رسالہ تصنیف کیا۔ مزید لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر یہ چیز حرام کر رکھی ہے کہ وہ انبیاء کے بدنوں کو کھائے۔

محدثین سے متفق علیہ روایت ہے کہ اللہ کے بہت سارے فرشتے زمین میں پھرتے رہتے ہیں اور جو فرشتہ قبر اطہر پر متعین ہے اس کا کام صرف یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ تک اُمت کا سلام پہنچاتا رہے اور جو فرشتے سیاحین ہیں وہ ذکر کے حلقوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں اور جہاں کہیں درود شریف پڑھا جاتا ہے اُس کو حضور اقدس تک پہنچاتے ہیں۔

علامہ سخاویؒ اپنی کتاب قول البدیع میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب مدینہ منورہ کے مکانات اور درختوں پر نظر پڑے تو کثرت سے درود شریف پڑھے۔

شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی فضائل درود شریف میں لکھتے ہیں کہ جب قبر مبارک پر پہنچے تو بقدر چار ہاتھ کے فاصلے پر مندرجہ ذیل درود شریف پڑھے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	آپ پر سلام اے اللہ کے رسول
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَانَبِيَّ اللّٰهِ	آپ پر سلام اے اللہ کے نبی
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخِيْرَةَ اللّٰهِ	آپ پر سلام اے اللہ کی برگزیدہ ہستی
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخَيْرَ خَلْقِ اللّٰهِ	آپ پر سلام اے اللہ کی مخلوق میں
اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ ۔	سب سے بہتر۔ آپ پر سلام اے اللہ کے
اَلسَّلَام عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ	حبیب آپ پر سلام۔ اے رسولوں کے سردار
الْمُرْسَلِيْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا	آپ پر سلام اے خاتم النبیین۔ آپ پر سلام
خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا	اے رب العلمین کے رسول آپ پر سلام
رَسُوْلَ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ	اے سردار ان لوگوں کے جو قیامت میں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا قَائِدَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَشِيْرُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَذِيْرُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وعَلٰى اَهْلِ بَيْتِكَ الطَّاهِرِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَزْوَاجِكَ الطَّاهِرَاتِ اُمُّهَاتُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَصْحَابِكَ اَجْمَعِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى سَآئِرِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَسَآئِرِ عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا يَا رَسُوْلَ اللّٰه اَفْضَلَ مَا جَزٰى نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ كلمٰا ذَكَرَكَ الذّٰكِرُوْنَ وَكُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغَافِلُوْنَ وَ صَلّٰى عَلَيْكَ فِى الْاَوَّلِيْنَ وَصَلّٰى عَلَيْكَ فِى الْاٰخِرِيْنَ اَفْضَلَ و اَكْمَلَ وَ اَطْيَبَ مَا صَلّٰى عَلٰى اَحَدٍ مِّنَ الْخَلْقِ اَجْمَعِيْنَ كَمَا اسْتَنْقَذَنَا بِكَ مِنَ

روشن چہرے والے اور روشن ہاتھ پاؤں والے ہوں گے (یہ مسلمانوں کی خاص علامت ہے کہ دنیا میں جن اعضا کو وہ وضو میں دھوتے رہے ہیں وہ قیامت کے دن نہایت روشن ہوں گے) آپ پر سلام اے جنت کی بشارت دینے والے آپ پر سلام اے جہنم سے ڈرانے والے آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر سلام جو طاہر ہیں سلام آپ پر اور آپ کی ازواج مطہرات پر جو سارے مومنوں کی مائیں ہیں۔ سلام آپ پر اور آپ کے تمام صحابہ کرام پر سلام آپ پر اور تمام انبیاء اور تمام رسولوں پر اور تمام اللہ کے نیک بندوں پر۔ یا رسول اللہ اللہ آپ کو ہم لوگوں کی طرف سے ان سب سے بڑھ کر جزائے خیر عطا فرمائے جتنی کہ کسی نبی کو اس کی قوم کی طرف سے اور کسی رسول کو اس کی اُمت کی طرف سے عطا فرمائی ہو اور اللہ تعالیٰ آپ پر درود بھیجے جب بھی ذکر کرنے والے آپ کا ذکر کریں اور جب بھی غافل لوگ آپ کے ذکر سے غافل ہوں اللہ تعالیٰ پر اولین میں درود بھیجے اس سب سے افضل

الـضَّلاَلَةِ وَبَـصَّـــرَنـاَ بِكَ مِنَ
الْـعَمیٰ وَالْجَهَالَةِ اَشْهَدُاَنْ لآَ
اِلَهَ اِلاّ اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّكَ عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُـهٗ وَاَمِیْنُهٗ وَخِیْرَةُ مِنْ
خَـلْقِهٖ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْبَلَّغْتَ
الـــرِّسَـالَةَ وَاَدَّیْـتَ الْاَمَـانَةَ وَ
جَـاهَــدْتَّ فِی اللّٰــهِ حَـقَّ
جَهَـادِهٖ۔ اَللّٰهُـمَّ اٰتِهٖ نِهَـايَةَ
مَـايَـنْبَغِیْ اَنْ يَّامُلَهُ الّـٰامِلُوْنَ۔
قلت ورکره النووی
فی مناسکه با کثرمنه۔

اور اکمل اور پاکیزہ جو اللہ نے اپنی ساری مخلوق میں سے کسی پر بھی بھیجا ہو جیسا کہ اُس نے نجات دی ہم کو آپ کی برکت سے گمراہی سے اور آپ کی وجہ سے جہالت اور اندھے پن سے بصیرت عطا فرمائی۔ میں گواہی دنیا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ آپ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں اور اس کے امین ہیں اور ساری مخلوق میں سے اس کی برگزیدہ ذات ہیں اور اس کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اللہ کی رسالت کو پہنچا دیا۔ اس کی امانت کو ادا کر دیا۔ اُمت کے ساتھ پوری پوری خیر خواہی فرمائی اور اللہ کے بارے میں کوشش کا حق ادا کر دیا یا اللہ آپ کو اس سے زیادہ عطا فرما جس کی اُمید کرنے والے اُمید کر سکتے ہیں۔

تبرک درود شریف

تبرک کے طور پر چند درود شریف لکھے جاتے ہیں۔

درود ہزارہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّتِه مِّأَتَه اَلْفَ اَلْفِ مَرَّاةٍ

درود غوثیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَعْدِنَ الْجُوْدِ
وَالْکَرَمِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

جو شخص یہ چاہے کہ بروز قیامت اُس کا درود شریف بڑے ترازو میں تلے وہ یہ درود شریف پڑھے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے حضوراقدس ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جس شخص کو یہ پسند ہو کہ وہ درود پڑھا کرے ہمارے گھرانے پر اور اُس کا ثواب بڑے پیمانے میں ناپا جائے تو وہ ان الفاظ میں درود شریف پڑھا کرے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَ اَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ
وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

صلوٰۃ والسلام کی اہمیت وافادیت

محسن کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات مبارکہ کے حضور صلوٰۃ والسلام کا نذرانہ پیش کرنا دنیا وعقبیٰ کی سعادت کا موجب ہے۔

احادیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے صلوۃ والسلام کے ثمرات اور بے شمار فوائد سے آگاہ فرما کر اس مبارک عمل کو ہمیشہ ہمیشہ جاری رکھنے کی تاکید فرمائی۔

حضور پر نور ﷺ کی جلوہ گری سے بہت پہلے نہ صرف انبیاء کرام درود و سلام پڑھتے تھے بلکہ ان کے بعض اُمتیوں کا بھی درود سلام پڑھنا معمول رہا۔

انسان اور جن کے علاوہ شجر ،حجر ،نباتات ،حیوانات ، جمادات تک حضور ﷺ کی بارگاہ عالی میں صلوٰۃ والسلام کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ ،اہل بیتؓ عظام تابعین و تبع تابعین ، آئمہ دین ، اولیا کرام کے ارواح کی غذا ہی صلوٰۃ وسلام تھی اور یہی ورد ان کے درجات و بلندی کا سبب رہا۔ گویا درود سلام محبوب ترین عمل قلب کی طہارت اعمال کی پاکیزگی اور نبی کریم ﷺ کی زیارت کا وسیلہ ہے۔ یہ رحمت برکت اور مغفرت کے لیے نسخہ اکسیر ہے۔ دین و دنیا اور آخرت میں کامیابی و کامرانی کا عظیم وسیلہ ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے فرمایا حضور نبی کریم ﷺ نے ہر دعا کے لیے زمین وآسمان کے درمیان ایک حجاب پڑا رہتا ہے۔ جب تک دعا کرنے والا ، بھیک مانگنے والا اپنی زبان سے درود شریف کا وِرد نہیں کرتا وہ حجاب دعاؤں کو روکے رکھتا ہے۔ لیکن جب درود شریف پڑھ لیتا ہے وہ حجاب اُٹھ جاتا ہے اور دعائیں مقام قبولیت میں داخل ہونے کی اجازت

پاتی ہیں اگر درود شریف زبان پر نہ لایا جائے تو وہ آواز بازگشت کی طرح دعا گو کی طرف لوٹ پڑتی ہیں۔

❁

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں جب معراج کی رات جبرائیل ایک مقام پر جا کر رُک گئے میں نے پوچھا کیا دوست دوستوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے ہیں؟ جبرائیل نے بصد آہ و زاری اپنی مجبوری کا اظہار کیا۔اے آقائے دو جہاں ﷺ میں اگر بال برابر بھی آگے بڑھا تو تجلیات الٰہی کے انوار مجھے جلا کر راکھ کر دیں گے۔ آپ ﷺ بلا خوف وخطر آگے بڑھتے جائیے کہ آپ کی سرفرازی کا مقام بہت اعلیٰ وارفع ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں جب جبرائیل کو میں نے اپنی ہمراہی سے معذور پایا تو دریافت کیا۔اے جبرائیل تمہاری طرف سے کوئی حاجت بارگاہ ایزدی میں پیش کرنی ہے؟ جبرائیل بولے آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے میرے لیے یہ سوال کیجئے کہ قیامت کے دن پل صراط پر اپنے پر بچھانے کی اجازت مرحمت فرمائیں تاکہ آپ ﷺ کی اُمت باآسانی پل صراط سے گزر جائے اور میں آپ ﷺ کے دل کو خوش کرنے کی ایک ناقص کوشش انجام دے سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے اس نیک خیال ومقصد میں برکت عطا فرمائے۔

پھر اس کے بعد مجھے تجلیات الٰہی کے اعلیٰ پردوں سے جھٹکے پر جھٹکے دے کر ستر ہزار حجابات طے کرائے۔ آخری حجاب اقدس سے ایک آواز آئی جو ابو بکر کی آواز سے بالکل ملتی جلتی تھی۔

قف یا محمد ان رب یصلیٰ

ترجمہ: اے سرور پیغمبران ذرا ٹھہر جائیے آپ کا ربِ اکبر صلوٰۃ میں مصروف ہے۔

میرے دل میں ایک قسم کی گھبراہٹ کے ساتھ بڑی حیرت جاگزیں

ہوئی۔ پہلے اس بات پر متعجب ہوا کہ یہ ابوبکر کی آواز یہاں کیسے؟ کیا وہ مجھ سے پہلے یہاں پہنچ گئے ہیں؟ دوسری بات سے میں اس لیے حیرت زدہ تھا کہ میرے رب کو صلوٰۃ کی کیا حاجت؟ کیونکہ میں نے لفظ صلوٰۃ کو صرف نماز سے تعبیر کیا تھا۔ اللہ پاک کی ندا آئی اے میرے محبوب محمد بن عبداللہ میری نزدیکی میں آ جائیے پس مجھے معلوم ہوا میرا رب مجھے پکار رہا ہے۔ پھر مجھ کو اس قدر نزدیک کرلیا کہ قربت کا اعلیٰ درجہ حاصل ہوا جس کی طرف اللہ نے اپنے کلام میں **ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى** سے اشارہ فرمایا ہے۔

قربت کی لا انتہائی میں راز و نیاز کی باتیں ہو چکنے کے بعد مجھے اس مقام مبارک سے واپس لوٹ آنا ناگوار گزرا۔ اللہ تعالیٰ کو میرے دل کی صدا معلوم تھی فرمانے لگے میں جانتا ہوں آپ کو یہاں سے لوٹ جانا مرغوب نہیں مگر اے محبوب میں نے تم کو اپنی رضا و خوشی سے اپنے بندوں کی طرف خاتم النبیین و رحمۃ للعالمین بنا کر ہدایت کا کام سرانجام دینے کے لیے دنیا میں بھیجا ہے اگر آپ اس مقام پر ٹھہر گئے تو تبلیغ و رسالت میں فتور آ جائے گا۔ لہٰذا زمین کی طرف لوٹ جائیے اور رسالت کی ذمہ داری کو پورا کیجئے۔ میرا آپ سے وعدہ ہے جب بھی آپ صلوٰۃ کے لیے کھڑے ہونگے مجھے اپنے روبرو پائیں گے اور یہ نظارہ معراج آپ کے سامنے ہوگا۔

اس لیے حضور نبی ﷺ نے فرمایا:

قرة عينى فى الصلوٰة کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے

علامہ اقبالؒ نے اسی طرف اشارہ کیا ہے:

اذاں ازل سے تیرے عشق کا ترانہ بنی
نماز اس کے نظارہ کا اک بہانا بنی
ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری

پھر مجھے حکم ہوا کہ جو کچھ گزارش کرنی ہے کرو میری طرف سے اجازت ہے تو میں نے عرض کی اے پروردگار، آپ تک پہنچنے سے پہلے مجھے ایک طرح کی گھبراہٹ محسوس ہوئی تو میں نے ابوبکر کی آواز میں ایک اعلانی جملہ سنا مجھے تعجب ہوا کہ کیا ابوبکر بارگاہ خدا میں مجھ سے پہلے پہنچ گئے۔

دوسری یہ بات ہے کہ اس آواز نے اطلاع دی کہ تیرا رب صلوٰۃ میں مشغول ہے ذرا ٹھہر جایئے تو میرے دل میں یہ بات آئی کہ میرا رب تو صلوٰۃ سے بے نیاز ہے پھر صلوٰۃ میں مصروف ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔حق تعالیٰ نے فرمایا میری صلوٰۃ آپ کی سمجھ کی نماز نہیں۔ میں رب ہوں اور ہر شے سے بے نیاز ہوں مگر میری مشغولیت کا باعث یہ تھا کہ میں آپ پر اور آپ کی اُمت پر اس مبارک موقعے پر رحمتوں کی برسات برسا رہا تھا۔ اور آپ کے دوست ابوبکر کا معاملہ یہ ہے کہ جب میں نے موسیٰ کو بطور معجزہ عصا عطا فرمایا تو موسیٰ اس عصا کی حقیقت سے بے خبر تھے۔ اُن کو فرعون کے پاس ہدایت کے لیے بھیجنے سے پہلے عصا کی حقیقت سے باخبر کرنا ضروری تھا تاکہ وہ عصا جب ایک عظیم سانپ کی صورت اختیار کر کے ساحروں کی چالوں کو تہہ و بالا کرنے لگے تو موسیٰ ناتجربہ کاری کی بنا پر گھبرا نہ جائیں۔ لہٰذا اس عصا کی تبدیلی حالت کا جائزہ لینے کے لیے امتحاناً میں نے موسیٰ سے کہا اے موسیٰ علیہ السلام یہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ موسیٰ نے جواب دیا، یہ میرا عصا ہے۔ میں نے کہا عصا کو زمین پر پھینک دو موسیٰ نے میرے حکم کو بجا لاتے ہوئے عصا کو زمین پر پھینک دیا۔ اُس عصا نے زمین پر پھینکتے ہی ایک عظیم سانپ کی صورت اختیار کر لی۔ موسیٰ مارے خوف کے گھبرا گئے تو میں نے کہا ڈرو مت اس کو پکڑ لو یہ دوبارہ اپنی اصل حالت میں آ جائے گا چنانچہ موسیٰ کی تعلیم مکمل ہوئی اور عصا کی تبدیلی حالت سے گھبرا جانا موقوف ہوگیا۔

اس طرح اے حبیب جب آپ عرش معلٰی کا سفر کرتے ہوئے آخری حجاب پر پہنچے، مجھے معلوم تھا آپ پر گھبراہٹ طاری ہوگی اس لیے ہزاروں سال

پہلے سے میں نے ابوبکر کی فطرت پر ایک فرشتہ پیدا کر کے صدائے دوست سنانے کے لیے اُس کو اس جگہ مقرر کر دیا۔ جہاں پر آپ کو گھبراہٹ ہونی تھی۔ جب اُس فرشتے نے ابوبکر کے لہجے میں صدا دی تو اپنے دوست کی آواز سن کر آپ کی گھبراہٹ دور ہوگئی۔ وہ ابوبکر نہ تھا بلکہ ایک فرشتہ تھا، جس کو ابوبکر کی آواز بخشی گئی تاکہ تمہاری ہماری ملاقات پیار و محبت اور اشتیاق میں ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا آتے وقت جبرائیل نے جو درخواست کی تھی وہ پیش کیجئے۔ میں نے عرض کی یا الٰہی تو سب جانتا ہے پھر میرے بیان کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ نے فرمایا آپ کے بیان کی از حد ضرورت ہے کہ درخواست جبرائیل کی قبولیت آپ کے سوال سفارش پر موقوف ہے۔ میں نے عرض کی اس کی بڑی خواہش ہے اگر آپ اجازت دیں تو وہ بروز قیامت میری اُمت کو با آسانی پل صراط عبور کرانے کے لیے اپنے پروں کو بچھا دے۔ اللہ نے فرمایا آپ ﷺ کی عرضی نے جبرائیل کے حق میں تو قبولیت حاصل کر لی۔ لیکن آپ ﷺ کی اُمت میں سے صرف ایک جماعت کو جبرائیل کے پروں پر سوار ہو کر پل صراط عبور کرنے کی اجازت ملے گی تو بڑی حیرت سے میں نے پوچھا اے پروردگار وہ اجازت کونسی جماعت کو ملے گی۔ اللہ نے فرمایا صرف اس جماعت کو اجازت ہوگی اے حبیب جو آپ ﷺ پر کثرت سے صلوٰۃ و سلام پڑھتی ہے۔

❁

روایت ہے کہ عہد رسالت میں ایک مالدار یہودی نے اسلام کی تذلیل کے ارادے سے اپنے باغ میں کام کرنے والے ایک غریب مسلمان پر اونٹ کی چوری کا الزام لگایا۔ حالانکہ وہ اونٹ حقیقت میں اُس مہاجر غریب مسلمان کا تھا۔ رئیس یہودی نے چار منافقوں کو کچھ رقم دے کر جھوٹی گواہی دینے کے لیے آمادہ کر لیا۔ یہودی نے اس نادار مسلمان کو چوری کا جرم ثابت کرنے کے لیے بارگاہ

رسالت میں پیش کیا اور چاروں منافقوں نے شہادت دی کہ اس اونٹ کا اصلی مالک یہ یہودی ہے۔ ہم اس اونٹ کو اس کی ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے وقت سے جانتے پہچانتے ہیں۔ صاحب علم الاولین و آخرین (ﷺ) نے اس غریب مہاجر سے فرمایا کہ تم اپنی صفائی میں بیان دو اور شہادت پیش کرو کہ یہ اونٹ تمہارا ہے اور تم نے چوری نہیں کی۔ غریب مہاجر نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنی ساری دولت و جائیدار اور تمام رشتہ داروں کو صرف آپ ﷺ کی خاطر مکہ میں چھوڑ کر اپنے اس اونٹ پر سوار ہو کر آپ کی خدمت میں پہنچا ہوں۔ پیٹ بھرنے کے لیے اس یہودی کے پاس باغ میں کام کرتا ہوں۔ یہ میرا اونٹ ہے مگر میرے پاس اس بات کی کوئی گواہی اور شہادت موجود نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اونٹ یہودی کو دیدیا اور چوری کے جرم میں اس غریب مہاجر کے ہاتھ کاٹ ڈالنے کا حکم صادر فرمایا۔ وہ مسلم حیرت زدہ ہو کر آسمان کی جانب نظر اُٹھائے عرض کرنے لگا۔ اے رب علیم و خبیر تو جانتا ہے کہ یہ اونٹ میرا ہے۔ اُس کے بعد رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کا حکم مبارک حق ہے مگر جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قدرت بخشی ہے ذرا مہربانی فرما کر اس اونٹ سے دریافت کر لیجئے کہ اس کا سچا مالک کون ہے؟

رسول برحق (ﷺ) نے یہودی سے اونٹ واپس لے کر اونٹ سے پوچھا۔ اے بے زبان اونٹ بتا تیرا سچا مالک کون ہے؟ اب قدرت الٰہی اور معجزہ مصطفوی ﷺ کی بہار دیکھئے اونٹ نے فصیح عربی زبان میں بولنا شروع کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ میں اس مسلمان کا ہوں اور یہ مدعی یہودی اور اس کے سب گواہ جھوٹے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے اس یہودی کو نامراد لوٹا دیا اور اُس غریب مہاجر کو اپنے پاس بلا کر پوچھا تو کونسا عمل کرتا ہے، مجھ سے کہہ کہ جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تیری سچائی ثابت کرنے کے لیے بے زبان اونٹ کو زبان بخش دی۔ اس عاشق رسول ﷺ نے روتے ہوئے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے پیٹ

پالنے کے لیے دن بھر مزدوری سے فرصت نہیں ملتی صرف رات کو تھوڑا سا وقت نصیب ہوتا ہے میں اُس وقت تک سر کو تکیے پر نہیں رکھتا جب تک آپ ﷺ پر سو (100) مرتبہ صلوٰت کا ورد ختم نہ کر لوں۔ یہی میرا عمل ہے یہی زادِراہ آخرت ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تیرے اس ورد درود کی برکتوں نے تجھے دنیا میں رسوائی سے بچالیا اور آخرت میں تو غضب الٰہی سے نجات پا گیا۔

❁

ایک خدا رسیدہ بزرگ فرماتے ہیں کہ میرا ایک پڑوسی تھا جو اپنے نفس پر گناہوں کی کثرت سے زیادتی کرنے والا تھا۔ میں اس کو پند و نصیحت کرتا پر وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا۔ جب اُس نے وفات پائی خواب میں اُس کو میں نے جنت میں چہل قدمی کرتے ہوئے دیکھا۔ میں نے دریافت کیا تجھے یہ عزت و منزلت کیسے حاصل ہوئی۔ اُس نے جواب دیا۔ میں ایک بار محدث صاحب کے درس حدیث میں حاضر ہوا۔ اُن کی زبانی میں نے سُنا کہ جو شخص صلوٰت الرسول کو بلند آواز میں پڑھتا ہے اُس کے حق میں جنت واجب ہو جاتی ہے۔ یہ سن کر میں نے اپنی آواز کو صلوٰت الرسول سے بلند کیا اور میرے ساتھ پوری جماعت نے ساتھ دیتے ہوئے صلوٰت الرسول میں آواز بلند کر دی اور ہماری پوری جماعت کی اللہ عزوجل نے مغفرت فرما دی۔ جس کے ثبوت میں آپ میرے مقام کا معائنہ کر رہے ہیں۔

کوئی ملے ہمیں نہ ملے ، مصطفٰے ﷺ ملے
وہ شے ملے ، ملنے سے جس کے خدا ملے

❁

روایت ہے کہ ایک بزرگ نماز میں اس درجہ یکسوئی سے حمد الٰہی میں مشغول ہوگئے کہ تشہد میں صلوٰۃ رسول کی یاد نہ رہی۔ انھوں نے ایک شب حضرت سرور کائناتﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آنحضرتﷺ نے ان سے سوال فرمایا کہ تم تشہد میں مجھ پر درود پڑھنا کیوں بھول گئے؟ عرض کیا یا رسول اللہﷺ ثنائے الٰہی میں اسقدر منہمک ہوگیا تھا کہ درود کی ادائیگی باقی رہ گئی۔ حضور نبی کریمﷺ فرمانے لگے تم نے میرے اس قول کو نہیں سنا:

الاعمال موقوفة والدعوات محبوسة حتیٰ یصلیٰ علی

تمام اعمال موقوف ہیں اور ساری دعائیں مقیّد ہیں جب تک مجھ پر صلوٰۃ نہ بھیجی جائے۔

اگر کوئی بندہ بروز محشر تمام دنیا والوں کی نیکیاں سمیٹ لائے لیکن مجھ پر بھیجے ہوئے صلوٰۃ اس کے ذخیرہ اعمال میں موجود نہ ہوں تو تمام اعمال رد کر دیئے جائیں گے اور قبولیت کا رُتبہ نہ پاسکیں گے۔

❁

حضرت شیخ علامہ خوبویؒ درّۃ الناصحین میں لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ ہمارے آشناؤں میں ایک شخص تھا جو بادشاہ وقت کا خدمت گار تھا۔ وہ فسق و فجور میں مبتلا رہتا تھا۔ اس کی وفات کے بعد ایک رات میں نے اُس کو خواب میں دیکھا اور وہ اس حالت میں نظر آیا کہ آقائے دو جہاں کے ہاتھ میں اس کا ہاتھ ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ یہ بندہ تو فاسقین میں سے ہے۔ پس کس طرح اس کا ہاتھ آپﷺ کے دست مبارک میں دیکھ رہا ہوں۔ سرکار دو عالمﷺ نے فرمایا میں نے بارگاہ الٰہی میں اس کی شفاعت کر دی اور باری تعالیٰ نے اس کو بَری کر دیا۔ میں نے بصد حیرت حضور نبی کریمﷺ سے

درخواست کی کہ کس سبب سے اس کو یہ مرتبہ حاصل ہوا ہے۔تو حضورﷺ نے ارشادفرمایا۔صرف مجھ پر کثرت صلوٰۃ کے وسیلہ سے اس کو یہ منزلت ملی۔ یہ شخص اگرچہ گنہگار تھا لیکن رات آرام کے لیے اپنے بستر پر آتے ہی مجھ پر ہزار بار صلوٰۃ بھیجتا تھا۔ درود گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو یا ٹھنڈا پانی آگ کو۔حضرت شیخ سعدی شیرازی فرماتے ہیں:

نماند بعصیاں کسے در گرو
چو دارد چنیں سید پیش رو

یعنی بوجہ عصیاں وہ شخص قید زیاں و مرہون آتش سوزاں نہیں رہے گا جو آقائے دو جہاں وسید مرسلاںﷺ کی غلامی کی زنجیر بصد فخر و ناز اپنے گلے میں لٹکائے رکھتا ہے۔